باسمہ تعالیٰ

AL -JAMIATUL ASHRAFIA

MUBARAKPUR

MANAGED BY

DARUL ULOOM AHLE SUNNAT MADRASA ASHRAFIA MISBAHUL-ULOOM, MUBARAKPUR, AZAMGARH(U.P.)INDIA

TEL : (05462)-250092,250148, 250149, FAX, 251448

http :// www.aljamiatulashrafia.org

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

زیر انتظام: دار العلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم

مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی) پن: ۲۷۶۴۰۴

Email : aljamiatul_ashrafia@rediffmail.com

Ref............................... Date...............................

باسمہ سبحانہ تعالیٰ و تقدس

گرامی مرتبت.. سلام مسنون

مجلس شرعی کے ۲۴ ویں فقہی سیمینار کا سوال نامہ حاضر خدمت ہے۔ درج ذیل امور پر توجہ کی گزارش ہے:

(۱) پانچ موضوعات ہیں:

۱- "بینک گارنٹی لیٹر" شرعی نقطۂ نظر سے

۲- مٹیریل کی قیمتوں میں اتار چڑھاو کے ساتھ تعمیر کا ٹھیکہ

۳- انتفاع کی شرط کے ساتھ دُکان، مکان وغیرہ کا رہن شرعی نقطۂ نظر سے

۴- بینک اکاؤنٹ میں رقوم کا اندراج قبضہ ہے یا نہیں؟ (۲۲ ویں فقہی سیمینار کا زیر غور مسئلہ)

۵- ای کامرس اور آن لائن بین الاقوامی تجارت شرعی نقطۂ نظر سے (۲۳ ویں فقہی سیمینار کا زیر غور مسئلہ)

ہر ایک پر غور و خوض اور مواد کی فراہمی ابھی سے شروع ہو جائے تو مسائل کے ہر پہلو پر نفیًا و اثباتًا غور کرنے اور صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں آسانی ہوگی اور جوابات بھی ان شاء اللہ الرحمٰن وقت موعود سے پہلے ہی آپ تیار کر کے بھیج دیں گے۔ دیگر یومیہ معمولات میں کوئی خلل بھی واقع نہ ہوگا، نہ ہی سب کام چھوڑ کر صرف جوابات میں مصروف ہونے کی نوبت آئے گی۔ **اخیر کے دو موضوعات** کے بارے میں اپنے طور پر بھی معلومات حاصل کر لیں پھر مزید تحقیق فرما کر اختصار کے ساتھ اپنا موقف مع دلائل قلم بند فرمائیں۔

(۲) اگر جواب بہت مختصر ہے تو بھی ہر موضوع کا جواب الگ صفحے پر لکھیں تاکہ ہر موضوع کی فائل الگ الگ بنانے میں آسانی ہو، جواب مبسوط ہے تو ہر موضوع کے تحت آخر میں ایک خلاصہ بھی درج کریں جس میں آپ کی راے واضح ہو اور دلیل کی جانب بھی اشارہ ہو۔

(۳) جوابات فل اسکیپ سائز پر کالی روشنائی سے صاف اور واضح خط میں ہوں تاکہ فوٹو کاپی صاف آئے۔

(۴) سیمینار کی تاریخ : ۱۸/۱۹/۲۰/ صفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۹/۲۰/۲۱/ نومبر ۲۰۱۶ء-سنیچر، اتوار، دوشنبہ۔

(۵) جوابات ملنے کی تاریخ : ۴/ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ مطابق ۶/ اکتوبر ۲۰۱۶ء جمعرات۔

(۶) جوابات ارسال کرنے کا پتہ:

صدر مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ۔ پن کوڈ ۲۷۶۴۰۴

اخیر میں پھر گزارش ہے کہ پوری کوشش کریں کہ وقت موعود تک مجلس کو جوابات موصول ہو جائیں تاکہ اگلے انتظام میں آسانی ہو۔ والسلام۔

رابطہ کے لیے موبائل نمبر:

(۱) صدر مجلسِ شرعی : 09450827522

(۲) ناظم مجلسِ شرعی : 09450119650

(۳) مولانا محمد عرفان عالم : 09935687991

(۴) محمد ناصر حسین مصباحی : 09616906183

درج ذیل ای میل آئی ڈی پر بھی جوابات ارسال کر سکتے ہیں:

ashrafiaseminar@gmail.com

محمد احمد مصباحی

صدر مجلس شرعی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

۷/ ذو القعدہ ۱۴۳۷ھ/۱۱/ اگست ۲۰۱۶ء

مجلس شرعی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے ۲۴/ویں فقہی سیمینار ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۶ء کا سوال نامہ بعنوان:

"بینک گارنٹی لیٹر" شرعی نقطہ نظر سے

از : مولانا محمد ناصر حسین مصباحی

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

اسے "لیٹر آف گارنٹی"، "بینک گارنٹی لیٹر"، "لیٹر آف بینک گارنٹی" اور مختصرًا "BG" بھی کہتے ہیں، جس کا فُل فارم "Bank Guarantee" (بینک گارنٹی) ہے۔ اردو میں گارنٹی کے معنی "ضمانت یا کفالت" کے ہیں۔

"بی.جی" کا تعارف:

بینک گارنٹی لیٹر بینک کی طرف سے جاری ہونے والا ایک ایسا مکتوب ہے جس میں بینک ایک مخصوص رقم کے عوض اِس بات کی گارنٹی دیتا ہے کہ اگر اُس کا بی.جی ہولڈر یعنی گارنٹی لیٹر وصول کرنے والا وقت مقررہ پر اپنے قرض کی رقم یا اپنی ذمہ داری ادا نہ کر سکا تو اُس کی ادائگی بینک کرے گا۔ یعنی بینک، بی.جی ہولڈر کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لیتا ہے۔

اِس گارنٹی میں تین فریق ہوتے ہیں:

(۱) جو گارنٹی دیتا ہے اُسے "surety" (شیورِٹی) یعنی ضامن کہتے ہیں۔ اور وہ یہاں بینک ہے۔

(۲) جس کے لیے گارنٹی دی جاتی ہے، یعنی جس سے مطالبہ ہوتا ہے اُسے "Beneficiary" (بے نے فِش یَری) کہا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم اسی کو "بی.جی" ہولڈر یعنی گارنٹی وصول کرنے والا کہتے ہیں۔

(۳) فریق ثالث (تھرڈ پارٹی) جو دعوی یا مطالبہ کا حق رکھتا ہے یعنی قرض خواہ ہوتا ہے۔ اسے "Principal Debtor" (پرنسپل ڈیبٹر) کہا جاتا ہے۔

بی.جی ہولڈر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ وقت مقررہ تک قرض یا کام کی ذمہ داری پوری کر دے۔ اور

ضامن یعنی بینک کی ذمہ داری یہ ہے کہ اگر بی.جی ہولڈر قرض ادا نہ کر سکا تو بینک خود اُس کی طرف سے ادا کر دے۔ کیوں کہ اس عقد میں بینک بھی بی.جی ہولڈر کے ساتھ ساتھ مطالبہ میں برابر کا شریک ہوتا ہے، تاوقتیکہ بی.جی ہولڈر اپنی طرف سے معاہدہ پورا نہ کر دے۔ الغرض ادائگی کی ذمہ داری دونوں پر آتی ہے اور عام حالات میں بھی دونوں برابر کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

فقہ اسلامی میں اس کی مثال کفالت ہے جس میں ایک شخص پر کسی چیز کی جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ دوسرا شخص بھی اپنے اوپر لے لیتا ہے۔ جو شخص یہ ذمہ داری لیتا ہے اُسے کفیل (Guarantor)، جس شخص کی ذمہ داری لی جاتی ہے اسے مکفول عنہ (Guaranteed person)، جس شخص کے لیے کفالت لی جاتی ہے اسے مکفول لہٗ، اور جس چیز کی کفالت لی جاتی ہے اسے مکفول بہ کہتے ہیں، مثلا: زید کے خالد کے ذمہ ایک کروڑ روپے ہیں اور ماجد نے خالد کی طرف سے کفالت لی کہ اگر خالد نے ادا نہیں کیے تو میں ادا کروں گا۔ تو اس مثال میں ماجد کفیل (Guarantor)، خالد مکفول عنہ (Guaranteed person)، زید مکفول لہٗ اور ایک کروڑ روپے مکفول بہ ہیں۔

بی.جی کی قسمیں: بینک گارنٹی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **فائنان سِیَل گارنٹی:** جو گارنٹی مال کی ادائگی سے متعلق ہوتی ہے اُسے فائنانسیل گارنٹی (Financial Guarantee) یا

"FG" کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال ٹینڈر ڈپازٹ (ٹینڈر کی رقم)، سیلز ٹیکس پیمنٹ (مال فروختگی کا ٹیکس)، ریٹنشن منی (مال برقرار رکھنے کی ذمہ داری) ہے۔

مال کے لین دین کی گارنٹی دو طرح کی ہوتی ہے:

(الف) مخصوص لین دین کی گارنٹی: اس صورت میں بینک صرف ایک بار کے اُس خاص لین دین کی گارنٹی دیتا ہے جو فریقین کے درمیان طے ہو چکا ہوتا ہے۔

مخصوص لین دین کی صورت میں اگر بی جی ہولڈر نے قرض خواہ سے مہلت مانگی اور قرض خواہ نے منظور کر لی تو بینک اپنی ذمہ داری سے سبک دوش نہیں ہو سکتا، البتہ گارنٹی کی میعاد بڑھنے کی وجہ سے فیس میں اضافہ کر سکتا ہے۔

(ب) مسلسل لین دین کی گارنٹی: جو گارنٹی سلسلہ وار لین دین کے لیے دی جاتی ہے اُسے "Countinuing Guarantee" (کنٹی نیونگ گارنٹی) کہا جاتا ہے۔ ہم اسے اردو میں استمراری ضمانت یا ضمانت جاریہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

- ❀ اگر بینک چاہے تو بی جی ہولڈر کو نوٹس بھیج کر یا اطلاع دے کر مسلسل لین دین کی ضمانت کو مدت کے اندر ختم کر سکتا ہے۔
- ❀ لین دین کرنے والوں کے درمیان اختلاف کی صورت میں بینک اپنی ضمانت ختم کر سکتا ہے۔
- ❀ لین دین کرنے والوں میں سے کسی کی موت ہونے پر یہ ضمانت ختم ہو جائے گی وارثوں کو یہ ضمانت نہیں مل سکتی۔

(۲) پرفارمینس گارنٹی: جو گارنٹی کسی ٹھیکہ کی انجام دہی یا کسی کام کے کرنے کے لیے دی جاتی ہے اُسے "Performance Guarantee" (پرفارمینس گارنٹی) یا بینک کی اصطلاح میں "PG" کہا جاتا ہے۔

ٹھیکہ یا کام کے پورا نہ کرنے کی صورت میں بینک کام کرانے یا ٹھیکہ کی انجام دہی کا ذمہ دار نہیں ہوتا بلکہ کام نہ ہونے کی وجہ سے جو نقصان ہوا رقم سے اُس کی تلافی کر دیتا ہے۔

بی جی کا اِجرا:

بی جی جاری کرنے کے لیے ایک درخواست فارم کی خانہ پُری کرنی پڑتی ہے جس میں نام، ولدیت، سکونت، آدھار نمبر، پین کارڈ نمبر، رہائشی سرٹیفکٹ، گارنٹی کی رقم، گارنٹی کی مدّت، گارنٹی لیٹر کا مقصد، جاری کرنے کی تاریخ، گارنٹی کی فیس کا اندراج ہوتا ہے۔ ان سب کے اخیر میں درخواست گزار کا دستخط ہوتا ہے۔ نیز بینک کے مہر کے ساتھ دو حاکموں کے دستخط بھی ثبت ہوتے ہیں۔

درخواست فارم کے ساتھ ساتھ درج ذیل دستاویز بھی دینے پڑتے ہیں:

(۱) شناخت اور رہائش کی سرٹیفکٹ۔ (۲) جائداد اور املاک سے متعلق معلومات۔ (۳) پرائیویٹ لمیٹیڈ یا لمیٹیڈ کمپنی کے لیے بورڈ کی قرارداد۔ (۴) ٹرسٹ کے لیے ٹرسٹ کی کارکردگی کے ساتھ ٹرسٹ کی قرارداد۔ (۵) سوسائٹی کے لیے ضمنی ضوابط کے ساتھ سوسائٹی کی قرارداد۔ (۶) فارم کے اندراجات کی تصدیق اور اسٹامپ پیپر پر حلفیہ بیان۔ (۷) اسٹامپ پیپر پر دعوی یا مطالبہ کے قانونی حق کا لیٹر۔

ہیڈ برانچ سے اِس درخواست کی منظوری ہونے پر گارنٹی لیٹر جاری کیا جاتا ہے۔ جس میں درج ذیل باتیں ہوتی ہیں:

جاری کرنے والے بینک اور بینیفشیری کا نام و پتا، گارنٹی نمبر، کرنسی کی تعیین، گارنٹی کی رقم، جاری کرنے کی تاریخ، گارنٹی کے ایکسپائر ہونے کی تاریخ، گارنٹی کا مقام، بینک کا عہد و میثاق۔

بی جی کے کچھ اصول و ضوابط:

- ❀ گارنٹی لیٹر کے اجرا کے لیے درخواست پیش کرنے والے کی پوری تحقیق کر کے اس کی اصلیت سے مکمل اطمینان حاصل کیا جاتا ہے۔
- ❀ بینک یہ اطمینان حاصل کرتا ہے کہ گارنٹی کی رقم ادا کرنے کی صورت میں کسٹمر واپس کرنے کی اہلیت رکھتا ہے یا نہیں؟ اسی لیے یہ لیٹر صرف اُسی کے لیے جاری کیا جاتا ہے جس سے رقم واپس ملنے کی امید ہوتی ہے۔

❀ پرفارمینس گارنٹی(performance Guarantee)کی صورت میں بینک درخواست گزار کے ماضی کے تجربات کو دیکھتے ہوئے یہ اطمینان حاصل کرتا ہے کہ کسٹمر کافی تجربہ کار ہے، اور کام کرنے کی لیاقت وصلاحیت رکھتا ہے، اور ٹھیکہ کے فرائض کو کامل طور پر ادا کر سکتا ہے۔

❀ "بینک گارنٹی" دھوکہ اور فراڈ سے بچنے کے لیے محفوظ بانڈ پیپر پر ہی جاری کیا جاتا ہے، جس میں سیریل نمبر ہوتا ہے۔

❀ بی جی جاری کرنے والے کسی بھی بینک کے لیے ضروری ہے کہ بینک گارنٹی کی پوری تفصیل آر بی آئی (بھارتی ریزرو بینک آف انڈیا) کو بھیجے۔

❀ بینک گارنٹی کی مدت کم از کم تین ماہ ہوتی ہے، اگر کوئی اُس سے کم مدت کی گارنٹی حاصل کرنا چاہے تو بھی پورے تین مہینے کی فیس دینی ہوگی۔ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰/دس سال ہو سکتی ہے، دس سال سے زیادہ کے لیے گارنٹی جاری نہیں کی جا سکتی۔

❀ کبھی کبھی درمیان میں گارنٹی رقم میں اضافہ کی ضرورت پڑتی ہے یہ کام اضافی چارج کے ساتھ مدت کے اندر ہی ہو سکتا ہے، مدت ختم ہونے کے بعد نہیں ہو سکتا۔

❀ بینکوں کے بورڈ کی طرف سے گارنٹی کے سلسلے میں بینکوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق جیسی شرط یا پالیسی اختیار کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔

❀ بینک اور گارنٹی ہولڈر کی رضامندی سے تیسرے فریق کو بی جی ٹرانسفر کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اگر گارنٹی ہولڈر اپنا بی جی جس کا نمبر اور رقم وغیرہ سب متعیّن ہوتے ہیں میعاد کے اندر اندر کسی اور کے نام کرنا چاہے اور خود اُس سے دستبردار ہونا چاہے تاکہ بغیر فیس کے دوسرے کو بی جی مل جائے تو اس معاملے میں بینک کی منظوری ضروری ہے۔

❀ بینک NBFC کمپنیوں (Non-Banking Financial Companies) کی طرف سے منظور شدہ قرض کے لیے گارنٹی لیٹر جاری نہیں کر سکتا۔

❀ ایک بینک دوسرے ماتحت یا خود مختار بینکوں، مالیاتی اداروں، اور قرض یا لون دینے والی ایجنسیوں کے لیے گارنٹی لیٹر جاری کر سکتا ہے۔

❀ درآمد، برآمد وغیرہ کے سلسلے میں یہ گارنٹی ہوتی ہے کہ جو گاڑی سامان لے کر گئی یا آئی ہے وہ واپس لوٹے گی۔

❀ UCB بینک (اربن کوآپریٹیو بینک) صرف فائنانسنگ گارنٹی جاری کر سکتے ہیں۔

❀ لسٹیڈ بینک (جدولی بینک) مالیاتی گارنٹی جاری کر سکتے ہیں۔

❀ بینک محفوظ گارنٹی (Secured Guarantee) کو ترجیح دیتا ہے۔ ایک محفوظ گارنٹی کا مطلب ہے ایسی گارنٹی جو جائیداد یا املاک کے تحفظ کے لیے جاری کی جائے۔

❀ گارنٹی لیٹر کی تین کاپیاں ہوتی ہیں جن میں سے ایک کاپی برانچ کے لیے، ایک بینفسیری (مکفول عنہ) کے لیے، اور ایک کاپی ہیڈ آفس کے لیے ہوتی ہے۔

❀ ان سب کے لیے جو اسٹامپ پیپر لگے گا وہ گارنٹی کے اجرا کی تاریخ سے چھ مہینے سے زیادہ پُرانا نہیں ہونا چاہیے۔

گارنٹی لیٹر فیس:

گارنٹی کی مدت کی کمی بیشی کے اعتبار سے مختلف بینکوں کی اپنی الگ الگ فیس ہوتی ہے، اِسی طرح اندرون ملک اور بیرون ملک کے لحاظ سے بھی الگ الگ فیس ہوتی ہے۔

مثلاً انڈین بینک کی فیس اندرون ملک یہ ہے:

5/ملین تک کی گارنٹی =/3000 روپے فی سہ ماہی۔

5/ ملین سے زیادہ کی گارنٹی =/5000 روپے فی سہ ماہی۔

تین مہینے کی فیس اجرا کے وقت ہی وصول کرلی جاتی ہے۔ گارنٹی کی مدت تین ماہ سے کم نہیں ہوتی۔ اگر کوئی اِس سے کم مدّت کے لیے گارنٹی لیٹر حاصل کرنا چاہتا ہے تو بھی اُسے پورے تین ماہ کی گارنٹی فیس دینی پڑتی ہے، اور وہ بھی یک مشت۔

ایچ ڈی ایف سی بینک کی گارنٹی لیٹر فیس

Guarantee	Charges/Commission/ SWIFT/Courier	HDFC Bank - Revised Trade Charges (wef 1st Sept'14)
Guarantee issuance (Financial, Performance)	Charges	Documentation charge - INR 1,500 (If applicable)
	Commission	1.8% Per Annum, min INR 2,000
	SWIFT/Courier	INR 1,000

چوں کہ کریڈٹ کارڈ سے بھی اُدھار خریداری ہوتی ہے، اور اُس کے بعد کریڈٹ ہولڈر بینک کا مقروض ہوجاتا ہے۔ اِس لیے یہ شبہہ ہوسکتا ہے کہ گارنٹی لیٹر اور کریڈٹ کارڈ عمل اور مقصد کے اعتبار سے ایک ہی چیز ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ دونوں کے درمیان کے فرق کو واضح کردیا جائے۔

گارنٹی لیٹر اور لیٹر آف کریڈٹ میں مختلف جہتوں سے فرق ہے:

(۱) کریڈٹ کارڈ ہولڈر تین بار اُدھار خریداری کرسکتا ہے تین بار سے زیادہ اُدھار خریدے گا تو سود کے ساتھ پینالٹی بھی دینا ہوگا۔ بینک گارنٹی میں ایسا نہیں ہے، بلکہ بینک گارنٹی لیٹر میں جتنی رقم کی گارنٹی دی گئی ہے اتنی رقم تک جتنی بار چاہے اُدھار خریداری کرسکتا ہے۔ کوئی پینالٹی نہیں لگے گی۔ اور گارنٹی کی رقم سے زائد سامان کی خریداری سرے سے نہیں کرسکتا۔

(۲) کریڈٹ ہولڈر بائع کا مقروض نہیں ہوتا ہے بلکہ بینک کا مقروض ہوتا ہے، جب کہ بینک گارنٹی میں خریدار حقیقۃً بائع کا مقروض ہوتا ہے، بینک صرف ضامن کی حیثیت سے شریک ہوتا ہے، ہاں جب وقت مقررہ پر قرض ادا نہیں کرپاتا اور بینک اُس کی طرف سے ادا کردیتا ہے تو اب وہ بینک کا مقروض ہوتا ہے۔

(۳) لیٹر آف کریڈٹ سے اُدھار خریدنے کی صورت میں بینک بائع کو فوراً رقم ادا کرتا ہے، یعنی سودا نقد ہوتا ہے، جب کہ گارنٹی لیٹر کی صورت میں بینک بائع کو فوراً رقم ادا نہیں کرتا یعنی سودا اُدھار ہی رہ جاتا ہے، ہاں! مشتری جب مدت مقررہ میں رقم ادا کرنے سے قاصر ہوجائے تب بینک ادا کرتا ہے۔

(۴) گارنٹی کی رقم کروڑوں تک ہوتی ہے جب کہ کریڈٹ میں اس کے مقابلے میں بہت ہی کم رقم ہوتی ہے۔

(۵) کریڈٹ والی صورت میں بائع اور مشتری کے لین دین میں دھوکا دھڑی یا کچھ بھی خرد برد ہوا تو بینک ذمہ دار نہیں ہوگا جب کہ گارنٹی والی صورت میں اگر کسی طرح کی کوئی گڑبڑی ہوئی تو بینک اُس کا ذمہ دار ہوگا۔ مثلاً کریڈٹ لیٹر کے ذریعہ سامان خریدا گیا اور پیسہ ادا کردیا گیا مگر خریدار کو سامان نہیں ملا۔ تو بینک اِس کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اور گارنٹی والی صورت میں اگر خریدار بائع کو قیمت دے دے اور سامان نہ ملا ہو تو بینک سامان دلوائے گا اور اگر سامان مشتری کے قبضے سے پہلے ہلاک ہوجائے تو بائع سے قیمت وصول کرکے مشتری کو واپس دے گا۔ اِسی طرح اگر خریدار نے سامان اُدھار خرید لیا اور قیمت ادا نہیں کی تو بینک خود قیمت ادا کرے گا۔

بی جی کی اہمیت، ضرورت اور افادیت:

درج ذیل کاموں کے لیے بینک سے بی جی لینے کی ضرورت پڑتی ہے:

(۱) بین الاقوامی تجارت کے لیے۔

(۲) کسی چھوٹی یا بڑی کمپنی کو ملکی سطح پر اپنی کمپنی چلانے اور آگے بڑھانے کے لیے۔

(۳) کسی دوسرے ملک میں کاروبار چلانے کے لیے۔ (سعودی عرب میں تجارت کے لیے بینک کی گارنٹی ضروری نہیں بلکہ ایک عرب شہری کی گارنٹی (کفیل ہونا) بھی کافی ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص کفیل نہ ہو تو پھر بینک کی گارنٹی لازمی ہے۔)

(۴) بڑے پیمانے پر سرکار سے سودا کرنے یا سرکاری کاموں کا ٹھیکہ لینے کے لیے۔

(۵) بڑے پیمانے کے پرائیویٹ یا سرکاری ٹینڈر بھرنے کے لیے۔

(۶) بیرونی ملک کی سرکار سے کوئی کاروبار کرنے کے لیے۔

(۷) بیرونی ممالک سے سامان کی برآمد یا درآمد کے لیے۔

(۸) انٹرنیشنل ایئر ٹرانسپورٹ ایسوسی ایشن (اے شن) میں ممبری حاصل کرنے یا ایجنٹ بننے کے لیے۔

بی جی کے استعمال کی ایک صورت:

جن تاجروں کے پاس سامانِ تجارت خریدنے کے لیے بھاری رقم نہیں ہوتی اور وہ سامان تجارت اُدھار خریدنا چاہتے ہیں، انھیں گارنٹی لیٹر کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اِس قسم کے تجار بینک سے گارنٹی لیٹر حاصل کر لیتے ہیں اور بائع کو دے دیتے ہیں۔ گارنٹی کارڈ کی بنیاد پر ایسے تاجروں کو سامانِ تجارت اُدھار مل جاتا ہے۔ گارنٹی کی مقررہ مدت تک بینک سامان کی قیمت وصول کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے، اگر مقررہ مدت تک تاجر سے سامان کی قیمت وصول ہو جاتی ہے تو بینک یہ قیمت فروخت کرنے والی کمپنی کو دے دیتا ہے، اِس صورت میں بینک اور تاجر دونوں ہی گارنٹی سے سبک دوش ہو جاتے ہیں، لیکن اگر مقررہ مدت تک بینک، تاجر سے قیمت وصول کرنے میں ناکام رہا تو بینک اپنی طرف سے یہ قیمت کمپنی کو ادا کرتا ہے۔ اِس صورت میں تاجر بینک کا مقروض بن جاتا ہے اور اس کے بعد بینک تاجر سے پوری قیمت وصول کرتا ہے۔ ضرورت سے زیادہ تاخیر پر پینالٹی (جرمانہ) لگتی ہے۔

یہ طریقہ ہند بیرونِ ہند پوری دنیا میں رائج ہے۔

اِس طریقۂ کار میں بینک، کمپنی اور تاجر تینوں ہی کے مفاد وابستہ ہوتے ہیں:

❀ بینک، گارنٹی لیٹر کے عوض سہ ماہی، شش ماہی یا سالانہ کے حساب سے فیس وصول کرتا ہے۔

❀ کمپنی کا مال فروخت ہو جاتا ہے، اور گارنٹی لیٹر کی صورت میں ایک وثیقہ بھی ہاتھ آجاتا ہے جس سے رقم کا ملنا یقینی ہو جاتا ہے۔

❀ اُدھار خریدنے والے تاجر کو بغیر کسی سرمایہ کے کاروبار کرنے کے لیے سامانِ تجارت مل جاتا ہے جس سے وہ نفع کما سکتا ہے۔

شرعی نقطۂ نظر

گارنٹی لیٹر فراہم کرنے کی صورت میں بینک کو کچھ دفتری کارروائیاں کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن بینک اُن کارروائیوں کے نام پر فیس نہیں لیتا بلکہ اُس نے بی جی ہولڈر کو جو گارنٹی یا ضمانت دی ہے اُس گارنٹی کے عوض فیس لیتا ہے۔

فقہانے کفالت پر عوض لینے کو ناجائز قرار دیا ہے کیوں کہ کفیل کا عوض کے بدلے دَین ادا کرنا رشوت ہے، یا اُس قرض کے مشابہ ہے جس سے مُقرض کو نفع حاصل ہو۔ اور یہ بات شرعاً جائز نہیں۔ حدیث پاک میں ہے: کل قرض جرّ منفعةً فھو ربا۔

بلکہ اگر کفالت کو عوض کی شرط سے مشروط کیا تو شرط کے ساتھ مشروط یعنی عوض اور کفالت دونوں ہی باطل ہیں، اِس کی صراحت فقہ حنفی سمیت دیگر مذاہب میں بھی ہے۔

چناں چہ ابن قدامہ حنبلی (ت ۶۲۰ھ) ''مغنی'' میں فرماتے ہیں:

وَلَوْ قَالَ : اُكْفُلْ عَنِّي وَلَك أَلْفٌ ، لَمْ يَجُزْ ؛ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْكَفِيلَ يَلْزَمُهُ الدَّيْنُ ، فَإِذَا أَدَّاهُ وَجَبَ لَهُ عَلَى الْمَكْفُولِ عَنْهُ ، فَصَارَ كَالْقَرْضِ ، فَإِذَا أَخَذَ عِوَضًا صَارَ الْقَرْضُ جَارًّا لِلْمَنْفَعَةِ ، فَلَمْ يَجُزْ.

(المغني ج: ٤، ص: ٣٩٥، باب القرض)

فقہ شافعی کے پیروکار و مشہور مؤرخ ابن جریر طبری (ت ۳۱۰ھ) اصول فقہ شافعی کی اپنی مشہور کتاب ''اختلاف الفقہاء'' میں رقم طراز ہیں:

و لو كفل رجل على رجل بمال عليه لرجل، على جُعل (أجرة) جعله له المكفول عليه، فالضمان على ذلك باطل. اهـ (اختلاف الفقهاء ص: ١٩٣، دار الكتب العلمية، بيروت)

شیخ احمد دردیر مالکی (ت ۱۱۲۷ھ/۱۷۱۵ء) فقہ مالکی میں لکھی اپنی کتاب ''الشرح الکبیر لمختصر خلیل'' میں فرماتے ہیں:

وبالغ على بطلان الضمان بجُعْل بقوله (وأن ضمان مضمونه) أي وإن كان الجعل الواصل للضامن ضمان مضمون للضامن ، وذلك كأن يتداين رجلان دينا من رجل أو رجلين ويضمن كل منهما صاحبه فيما عليه لرب الدين فيمنع إذا دخلا على ذلك بالشرط لا على سبيل الاتفاق إذ لا جعل.

(الشرح الكبير ج: ٣، ص: ٣٤١، دار الفكر بيروت)

فقہ حنفی کے مشہور فقیہ شمس الائمہ سرخسی (ت ۴۹۰ھ) اپنی ضخیم کتاب ''المبسوط'' میں فرماتے ہیں:

وَلَوْ كَفَلَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ بِمَالٍ عَلَى أَنْ يَجْعَلَ لَهُ جُعْلًا ؛ فَالْجُعْلُ بَاطِلٌ هَكَذَا رُوِيَ عَنْ إبْرَاهِيمَ – رَحِمَهُ اللَّهُ – وَهَذَا ؛ لِأَنَّهُ رِشْوَةٌ وَالرِّشْوَةُ حَرَامٌ فَإِنَّ الطَّالِبَ لَيْسَ يَسْتَوْجِبُ بِهَذِهِ الْكَفَالَةِ زِيَادَةَ مَالٍ فَلَا يَجُوزُ أَنْ يَجِبَ عَلَيْهِ عِوَضٌ بِمُقَابَلَتِهِ ، وَلَكِنَّ الضَّمَانَ جَائِزٌ إذَا لَمْ يُشْتَرَطْ الْجُعْلُ فِيهِ.

(المبسوط للسرخسي، ٢٠/ ٥٦، دار الفكر ، بيروت)

فقہ حنفی کے ایک دوسرے مشہور فقیہ علامہ ابن نجیم مصری (ت ۹۷۰ھ) اپنی مشہور کتاب بحر الرائق میں رقم طراز ہیں:

قَالَ الرَّمْلِيُّ وَلَوْ كَفَلَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ عَلَى أَنْ يَجْعَلَ لَهُ جُعْلًا فَهَذَا عَلَى وَجْهَيْنِ إمَّا أَنْ يَكُونَ الْجُعْلُ مَشْرُوطًا فِي الْكَفَالَةِ أَوْ لَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَشْرُوطًا فِي الْكَفَالَةِ فَالْجُعْلُ بَاطِلٌ، وَالْكَفَالَةُ جَائِزَةٌ. أَمَّا الْجُعْلُ بَاطِلٌ لِأَنَّ الْكَفِيلَ مُقْرِضٌ فِي حَقِّ الْمَطْلُوبِ ، وَإِذَا شَرَطَ لَهُ الْجُعْلَ مَعَ ضَمَانِ الْمِثْلِ فَقَدْ شَرَطَ لَهُ الزِّيَادَةَ عَلَى مَا أَقْرَضَهُ فَهُوَ بَاطِلٌ؛ لِأَنَّهُ رِبًا وَالْكَفَالَةُ جَائِزَةٌ لِأَنَّهَا مُطْلَقَةٌ غَيْرُ مُعَلَّقَةٍ بِالْجُعْلِ.

فَأَمَّا إذَا كَانَ الْجُعْلُ مَشْرُوطًا فِي الْكَفَالَةِ ذَكَرَ أَنَّ الْجُعْلَ بَاطِلٌ وَالْكَفَالَةَ بَاطِلَةٌ أَمَّا الْجُعْلُ بَاطِلٌ لِمَا بَيَّنَّا. **وَكَانَ يَجِبُ أَنْ تَصِحَّ الْكَفَالَةُ** ؛ لِأَنَّ الْكَفَالَةَ مِمَّا لَا يُبْطِلُهَا الشُّرُوطُ الْفَاسِدَةُ ، أَلَا تَرَى أَنَّهُ لَوْ كَفَلَ إلَى أَنْ تَهُبَّ الرِّيحُ أَوْ تُمْطِرَ الْمَسَاءُ كَانَ الشَّرْطُ بَاطِلًا وَالْكَفَالَةُ صَحِيحَةً فَيَجِبُ أَنْ يَكُونَ الْجَوَابُ هَهُنَا كَذَلِكَ. **وَالْجَوَابُ** عَنْهُ أَنَّ الْكَفَالَةَ مَتَى بَطَلَتْ إنَّمَا بَطَلَتْ ؛ لِأَنَّهُ شَرَطَ فِيهَا شَرْطًا فَاسِدًا فَإِنْ لَمْ تَصِحَّ مِنْ حَيْثُ إنَّهُ عَلَّقَهَا بِشَرْطٍ لِلْكَفِيلِ فِيهِ مَنْفَعَةٌ ؛ لِأَنَّ الْكَفِيلَ مِمَّنْ يَنْتَفِعُ بِالْجُعْلِ فَلَا بُدَّ مِنْ مُرَاعَاةِ الشَّرْطِ لِتَثْبُتَ الْكَفَالَةُ وَالشَّرْطُ لَمْ يَثْبُتْ لِمَا لَمْ يَسْتَحِقَّ الْجُعْلَ فَلَا تَثْبُتُ الْكَفَالَةُ **وَكَانَ بُطْلَانُ الْكَفَالَةِ مِنْ هَذَا الطَّرِيقِ** لَا مِنْ حَيْثُ إنَّهُ شَرْطٌ بِخِلَافِ شَرْطِ هُبُوبِ الرِّيحِ وَمَطَرِ السَّمَاءِ ؛ لِأَنَّهُ شَرْطٌ لَا يَنْتَفِعُ بِهِ الْكَفِيلُ، وَإِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْكَفِيلِ فِيهِ مَنْفَعَةٌ لَمْ تَجِبْ مُرَاعَاةُ هَذَا الشَّرْطِ كَمَا لَوْ شَرَطَ فِي الْبَيْعِ شَرْطًا لَا يَنْتَفِعُ بِهِ أَحَدُهُمَا ، وَإِذَا لَمْ يَثْبُتْ كَانَتْ الْكَفَالَةُ مُرْسَلَةً. من كفالة خواهرزاده.

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ١٧/ ١٦٨، المكتبة الشاملة)

ایک دوسرے حنفی فقیہ ابو محمد بغدادی (ت ۱۰۳۰ھ) اپنی مشہور زمانہ کتاب مجمع الضمانات میں ارشاد فرماتے ہیں:

لو كفل على جعل جاز الضمان لا الجعل لو لم يشرط في أصل الضمان ولو شرط الجعل في أصل الضمان بطل الجعل والضمان. وَكَذَا فِي أَمَانَةٍ لَوْ كَفَلَ عَلَى جُعْلٍ جَازَ الضَّمَانُ لَا الْجُعَلُ لَوْ لَمْ يَشْرِطْ فِي أَصْلِ الضَّمَانِ ، وَلَوْ شَرَطَ الْجُعَلَ فِي أَصْلِ الضَّمَانِ بَطَلَ الْجُعْلُ وَالضَّمَانُ.

(مجمع الضمانات، ٥/ ٢٤٠، باب في مسائل الكفالة، المكتبة الشاملة)

بینک جو گارنٹی دیتا ہے اس میں عوض شرط ہے، عوض کے بغیر بینک کوئی گارنٹی جاری نہیں کرتا۔ اس لیے شرعی رو سے یہ گارنٹی فاسد ہے اور باطل بھی۔

مگر ان شرعی خرابیوں کے باوجود آج پوری دنیا میں تاجروں، ٹینڈر کے ٹھیکہ داروں، چھوٹی بڑی کمپنیوں اور درآمد برآمد کرنے والوں کا عمل وابتلا ہے۔ اس لیے علماے کرام کی خدمت میں درج ذیل سوالات پیش ہیں:

سوالات :

(۱) بینک گارنٹی لیٹر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا اس کی حیثیت کفالہ کی ہے؟ جس میں ادائگی کی ذمہ داری مطالبہ کیے جانے والوں کی ذمہ داری میں ضم ہو جاتی ہے؟ یا اس کی حیثیت ایجنسی کی ہے جس میں ایجنٹ محض رقم دِلوانے کا ذمہ دار ہوتا ہے؟ کیوں کہ بینک بھی ابتداءً یہی کرتا ہے، معاہدے کے پیش نظر بعد میں مُقرض بنتا ہے۔

(۲) اگر "بینک گارنٹی لیٹر" کی حیثیت کفالہ کی ہو تو کیا موجودہ حالات کے پیش نظر ایک مسلمان کے لیے جائز ہے کہ عوض دے کر ایسی گارنٹی حاصل کرے؟

(۳) اور اگر "بینک گارنٹی لیٹر" کی حیثیت ایجنسی کی ہو جس میں بینک ایجنٹ ہو تو کیا عوض وصول کرنا جیسا کہ وکالت اور دلالی میں ہوتا ہے درست ہوگا اور کیا کسی مسلمان کے لیے اِس طور پر عوض دے کر گارنٹی حاصل کرنا صحیح ہے؟

(۴) بہر تقدیر گارنٹی لیٹر کے واسطے سے خرید و فروخت یا ٹھیکہ وغیرہ کا معاملہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

یہ معلومات پرائیویٹ سیکٹر، پبلک سیکٹر، نیشنل، فارین، ریجنل، کوآپریٹو، اسٹیٹ کوآپریٹو، اربن کوآپریٹو وغیرہ مختلف بینکوں کی ویب سائٹوں سے ماخوذ ہیں، جن میں کچھ یہ ہیں:

(۱) www.rbi.org.in

(۲) www.hdfcbank.com

(۳) www.idbi.com

(۴) www.centralbankofindia.co.in

(۵) www.sbi.com

مجلس شرعی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے ۲۴/ویں فقہی سیمینار ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۶ء کا سوال نامہ بعنوان:

مٹیریل کی قیمتوں میں اُتار چڑھاؤ کے ساتھ تعمیر کا ٹھیکہ شرعی لحاظ سے

از : مولانا محمد ناصر حسین مصباحی
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حَامِدًا وَمُصَلِّیًا وَمُسَلِّمًا

آج کل فِٹ کے حساب سے کچھ رقم متعیّن کرکے تعمیر کا ٹھیکہ دیا لیا جاتا ہے، اِن ٹھیکوں میں سرکاری، غیر سرکاری ہر طرح کے ٹھیکے ہوتے ہیں۔ کچھ ٹھیکے تو بغیر ٹینڈر کے ہوتے ہیں جب کہ کچھ میں ٹینڈر بھی لگتا ہے۔

ٹھیکہ قانونی طور پر ایک قابل نفاذ معاہدہ ہے جو ذاتی حقوق فراہم کرکے پرسنل ذمہ داریاں عائد کرتا ہے، قانون جس کی حفاظت کرتا ہے اور فریقین کے لیے نافذ العمل بناتا ہے۔

ٹینڈر کسی سامان یا خدمت کی خرید و فروخت کے لیے کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ قیمت تک پہنچنے کی طلب کا نام ہے، اس میں طلب کرنے والا فریق، خواہشمندوں کو متعیّنہ شرطوں اور صفتوں کے مطابق اپنی قیمت پیش کرنے کو کہتا ہے، تعمیر وغیرہ کے ٹھیکے میں سب سے کم قیمت والے کو اور سرکاری جائداد یا سامان کی خریداری میں زیادہ سے زیادہ قیمت والے کو ترجیح دی جاتی ہے۔

سرکاری ٹھیکوں میں روڈ، اسکول، ہاسپیٹل، سرکاری محکمہ اور دوسری سرکاری عمارتوں کی تعمیر یا مرمت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ غیر سرکاری ٹھیکوں میں کمپنیوں کے دفاتر، رہائش گاہوں، اور دُکانوں وغیرہ کی تعمیر کا کام دیا جاتا ہے۔

سرکاری ٹھیکہ اگر پندرہ لاکھ یا اُس سے زیادہ کا ہے تو ٹینڈر لگتا ہے، اُس سے کم میں ٹینڈر نہیں لگتا، بلکہ عام ٹھیکہ کے طور پر کام کرایا جاتا ہے۔

سرکاری کاموں کے ٹھیکے کے لیے جو اسٹمٹ بنایا جاتا ہے اُس میں دس فیصد منافع کا، رکھا جاتا ہے، ٹینڈر لگنے کی صورت میں ٹینڈر بھرنے والے ٹھیکے دار صرف دس فیصد تک کمی کرکے بولی دے سکتے ہیں اُس سے کم کی بولی منظور نہیں کی جاسکتی۔

مختلف مقررہ اوقات کے لیے خرچ کی مختلف قسطیں بنا دی جاتی ہیں۔ یا مختلف مرحلہ وار کاموں کے لیے مختلف مرحلوں میں قیمت کا دینا طے ہوتا ہے۔

جب تک رقم کی پہلی قسط نہ مل جائے یا کام شروع کرنے کے لیے جتنی رقم کی ضرورت پڑتی ہے جب تک اُس مقدار میں رقم نہ مل جائے ٹھیکہ دار کام شروع نہیں کرتا۔

جو کام کئی مہینوں یا کئی سالوں کا ہوتا ہے، اس میں وقت بھی مقرّر کر دیا جاتا ہے کہ اِتنے وقت میں اِتنا کام ہونا چاہیے۔

اگر کام میں ضرورت سے زیادہ تاخیر ہوتی ہے تو منافع کا دو فیصد اِنوسٹ ہو جاتا ہے، اِسی طرح بار بار تاخیر کرنے کی صورت میں

ہر مرتبہ منافع کا دو فیصد اِنوسٹ ہوتا ہے، یہاں تک کہ دس فیصد تک اِنوسٹ ہو سکتا ہے۔ اور کتنی تاخیر پر دو فیصد اِنوسٹ ہوگا یہ چھوٹے بڑے کاموں کے حساب سے معاہدے کے دستاویز ہی میں درج کر دیا جاتا ہے۔ اِس کے باوجود اگر ٹھیکہ دار غفلت کرتا ہے تو اُس کا ذمہ دار وہ خود ہوتا ہے۔ یعنی اُسے پینالٹی یا ہرجانہ بھرنا پڑتا ہے۔

ٹھیکے دو طرح کے ہوتے ہیں: (۱) صرف کام کا ٹھیکہ (۲) مٹیریل کے ساتھ کام کا ٹھیکہ۔

پہلی صورت میں ٹھیکہ دار کی ذمہ داری صرف کام کرنے، کرانے کی ہوتی ہے، جب کہ دوسری صورت میں کام کے ساتھ اپنی طرف سے مٹیریل بھی لگانا پڑتا ہے۔

بسا اوقات تعمیری سامانوں کی قیمت میں اچانک غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں ٹھیکہ دار ● خسارہ برداشت کر کے کام کی تکمیل کرتا ہے ● یا ٹھیکے کی رقم میں اضافہ کرواتا ہے ● یا معاملے کو فسخ کرانے کی کوشش کرتا ہے۔

آج کل بازار میں اکثر اتار چڑھاؤ کی وجہ سے یہ مسئلہ حل طلب معلوم ہوتا ہے، اور عملی دنیا میں مذکورہ تینوں صورتیں پائی جاتی ہیں۔

❀ سرکاری ٹھیکہ میں کاغذات تیار ہونے اور معاہدہ ہو جانے کے بعد ٹھیکہ دار کو بہر حال تعمیر کرنی پڑتی ہے، اور وہ اجارے کو فسخ بھی نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی ٹھیکہ کی رقم میں اضافہ کروا سکتا ہے۔ کیوں کہ اُس میں تمام تر مالی اخراجات کی تفصیل و فہرست اور ہر چیز کے علاحدہ علاحدہ خرچ کی وضاحت اور نفع کی شرح کا اندازہ کر کے اسٹمٹ بنایا جاتا ہے۔ اس لیے ٹھیکہ طے ہونے کے بعد کسی طرح کا ردو بدل نہیں ہوتا۔

❀ تقریباً یہی حال کمپنیوں کی جانب سے ملنے والے ٹھیکوں کا ہے؟ مگر بعض کمپنیوں میں معاہدہ طے ہونے کے بعد بھی یہ لچک موجود ہوتی ہے کہ بازار بھاؤ بڑھنے کی صورت میں اُن سے رقم کا اضافہ کرایا جا سکتا ہے، یا باہمی رضامندی سے معاملہ فسخ کیا جا سکتا ہے۔

❀ جن ٹھیکوں میں ٹھیکہ دار صرف کام کرنے، کرانے کا ذمہ دار ہوتا ہے اور مٹیریل کی فراہمی خود بلڈر یا ٹھیکہ دینے والوں کی ہوتی ہے، اُن میں اشیا کی قیمتوں کے اختلاف سے ٹھیکہ دار کے نفع و نقصان میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

❀ عوامی سطح کے چھوٹے موٹے ٹھیکوں میں اجارہ فسخ کرنے اور رقم بڑھانے کا پورا اختیار ہوتا ہے۔

اب علمائے کرام کی خدمت میں درج ذیل **سوالات** پیش ہیں:

(۱) جس ٹھیکے میں اپنی طرف سے مٹیریل لگا کر کام کی ذمہ داری ہوتی ہے اور چیز مکمل طور سے تیار ہونے کے بعد قبول کی جاتی ہے، اُس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ وہ اجارہ ہے یا بیع استصناع؟

(۲) مٹیریل کی قیمت میں اضافہ کی صورت میں ٹھیکہ دار پر خسارہ برداشت کر کے کام کی تکمیل ضروری ہے یا رقم میں اضافہ کرائے یا معاملہ فسخ کرے۔؟

(۳) جس ٹھیکے میں بہر صورت کام کی تکمیل ہی ضروری ہو ایسا ٹھیکہ لینا شرعاً کیسا ہے؟

مجلس شرعی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے ۲۴/ویں فقہی سیمینار ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۶ء کا سوال نامہ بعنوان:

انتفاع کی شرط کے ساتھ دوکان، مکان وغیرہ کا رہن شرعی نقطۂ نظر سے

از : محمد ناصر حسین مصباحی
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حَامِدًا وَمُصَلِّیًا وَمُسَلِّمًا

شی مرہون سے انتفاع ناجائز ہے، اس کی صراحت تمام کتبِ فقہ میں ہے۔ بہار شریعت میں ہے:

مسئلہ ۲۵ : مرہون چیز سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں ہے مثلاً لونڈی غلام ہو تو اس سے خدمت لینا یا اجارہ پر دینا، مکان میں سکونت کرنا یا کرایہ پر اُٹھانا یا عاریت پر دینا، کپڑے اور زیور کو پہننا یا اجارہ و عاریت پر دینا الغرض نفع کی سب صورتیں ناجائز ہیں اور جس طرح مرتہن کو نفع اٹھانا ناجائز ہے راہن کو بھی ناجائز ہے۔ در مختار۔

مسئلہ ۳۰ : مرتہن شے مرہون کو نہ اجارہ پر دے سکتا ہے نہ عاریت کے طور پر کہ جب وہ خود نفع نہیں اُٹھا سکتا تو دوسرے کو نفع اُٹھانے کی کب اجازت دے سکتا ہے۔ ہدایہ۔ (بہار شریعت، حصہ ہفدہم، ص:۷۰۲، ۷۰۳)

شے مرہون سے انتفاع کی دو صورتیں ہیں، باجازت راہن نفع اٹھایا یا بغیر اُس کی اجازت کے۔

(۱) اگر راہن کی اجازت کے بغیر نفع اٹھایا تو یہ نفع غصب ہے اور مرتہن غاصب، لہٰذا اُسے تاوان دینا ہوگا، یعنی نفع کی پوری قیمت ادا کرے۔ بہار شریعت میں ہے:

مسئلہ ۴۳ : کسی اور کی حفاظت میں چیز (مرہون) دے دی یا کسی کے پاس ودیعت رکھی یا اجارہ یا عاریت کے طور پر دے دی یا کسی اور طرح اس میں تعدّی کی مثلاً کتاب رہن تھی اُس کو پڑھا، یا جانور پر سوار ہوا، غرض یہ کہ کسی صورت سے بلا اجازت راہن استعمال میں لائے بہر صورت پوری قیمت کا تاوان اُس کے ذمہ واجب ہے اور مرتہن ان سب صورتوں میں غاصب کے حکم میں ہے اسی وجہ سے پوری قیمت کا تاوان واجب ہوتا ہے۔ در مختار، ردالمحتار۔

مسئلہ ۴۴ : انگوٹھی رہن رکھی مرتہن نے چھنگلیا میں پہن لی پوری قیمت کا ضامن ہو گیا کہ یہ مرہون کو بلا اجازت استعمال کرنا ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ہفدہم، ص:۷۰۶)

(۲) اور اگر راہن کی اجازت سے نفع اٹھایا ہے اور نفع مشروط ہے تو یہ سود اور ناجائز ہے۔ کل قرض جرّ منفعةً فهو ربا۔

بہار شریعت میں ہے:

مسئلہ ۲۶ : مرتہن کے لیے اگر راہن نے انتفاع کی اجازت دے دی ہے اس کی دو صورتیں ہیں یہ **اجازت**

رہن میں شرط ہے یعنی قرض ہی اس طرح دیا ہے کہ وہ اپنی چیز اس کے پاس رہن رکھے اور یہ اس سے نفع اٹھائے جیسا کہ عموماً اس زمانہ میں مکان یا زمین اسی طور پر رکھتے ہیں یہ ناجائز اور سود ہے۔ **دوسری صورت** یہ ہے کہ شرط نہ ہو یعنی عقد رہن ہو جانے کے بعد راہن نے اجازت دی ہے کہ مرتہن نفع اٹھائے یہ صورت جائز ہے۔ اصل حکم یہی ہے جس کا ذکر ہوا مگر آج کل عام حالت یہ ہے کہ روپیہ قرض دے کر اپنے پاس چیز اسی مقصد سے رہن رکھتے ہیں کہ نفع اٹھائیں اور یہ اس درجہ معروف و مشہور ہے کہ مشروط کی حد میں داخل ہے لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔ در مختار ورد المحتار۔
(بہار شریعت حصہ ہفدہم، ص:۲۰۳:۷)

آج کے زمانے میں لوگ انتفاع کی شرط کے ساتھ اپنی دُکان یا مکان بینک یا کسی اور دائن کے پاس رکھتے ہیں، اُس کی دو حالتیں ہوتی ہیں:

(۱) کبھی انسان کو سنگین ضرورت پیش ہوتی ہے، اور اُسے قرض نہیں ملتا جب تک کہ اپنی کوئی چیز دائن کے پاس گروی نہ رکھے، مجبوراً مدیون کو اپنی کوئی چیز بطور رہن کے رکھنی پڑتی ہے۔ دائن شی مرہون سے فائدہ اٹھاتا رہتا ہے اور جب مدیون قرض واپس لوٹاتا ہے تو قرض کی پوری رقم واپس کرنی پڑتی ہے۔ اور یہ پورا معاملہ دائن اور مدیون کی رضامندی سے طے پاتا ہے۔ شی مرہون سے استفادہ پر مدیون کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ بلکہ اُسے پہلے سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ صورت ایک زمانے سے رائج ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ لوگ بغیر کسی مجبوری کے محض کاروبار کرنے کی خاطر اپنا مکان، پلاٹ، دکان یا زمین وغیرہ گروی رکھ کر قرض لیتے ہیں۔ اس صورت میں ایک فریق (مُرتَہِن) شے مَرہون سے فائدہ اٹھاتا ہے، جب کہ دوسرا فریق (راہن) قرض کی رقم کو کاروبار میں لگا کر مقررہ مدت تک اچھی خاصی کمائی کر لیتا ہے۔ اس میں فریقین کسی مجبوری کی بجائے اپنے فائدے کے لیے معاہدہ کرتے ہیں، اور دونوں ہی فائدہ اٹھاتے ہیں ایک فریق رقم کو کاروبار میں لگا کر فائدہ اٹھاتا ہے جب کہ دوسرا فریق شے مرہون کو کرایہ پر دے کر یا دوسرے طریقوں سے استعمال میں لا کر منافع حاصل کرتا ہے۔ جس قرض کا لین دین بینک یا کسی کمپنی کے ذریعہ ہوتا ہے وہ عام طور سے اسٹامپ پیپر پر لکھ لیا جاتا ہے، اُس میں شیٔ مرہون سے انتفاع کی اجازت بھی تحریر ہوتی ہے۔

یہ دوسری صورت رہن کی جدید صورت ہے جو آج تاجروں، کمپنیوں، بینکوں اور عام شہریوں کے درمیان رائج ہے۔

معیشت انسان کی ضرورتوں میں سے ایک بنیادی ضرورت ہے، کبھی کبھار اپنی مالی حالت کو سدھارنے، اور معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لیے قرض لینا ناگزیر ہو جاتا ہے، اِس کے لیے لوگ اپنی کوئی قیمتی شی گروی رکھ کر قرض لیتے ہیں، اور تجارت کر کے اپنی معاشی حالت کو درست کر لیتے ہیں۔ اِس پس منظر میں اب علمائے کرام کی بارگاہ میں درج ذیل **سوالات** پیشِ خدمت ہیں:

(۱) مجبوری یا ضرورت کے پیش نظر کیا اس طرح کا معاملہ کرنا درست ہے؟

(۲) کاروبار شروع کرنے یا کاروبار کے فروغ و ترقی کے لیے اور اپنی معاشی حالت سُدھارنے کے لیے شیٔ مرہون سے انتفاع کی شرط کے ساتھ قرض لینے کا شرعاً کیا حکم ہے؟